بسم اللہ الرحمن الرحیم

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام
کی بیعت
بعنوان خلیفہ چہارم

(بیعت اور بیعت کے بعد کے واقعات)

مقدمات جنگ جمل وصفین

سید ہادی حسن عابدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی بیعت بعنوان خلیفہ
(قتل عثمان ابن عفان کے بعد)

اس موضوع پر تفصیل سے لکھنے کی کوشش کی ہے کیونکہ اہل سنت کے بڑے اور نام آور سیرت و تاریخ نویس دانشوروں نے روایتی عقیدت یا حکومتوں کے خوف یا مقام و دولت کی لالچ میں بیہودہ اور غیر مربوط باتوں کو حضرت علی ع کی بیعت سے مربوط کر کے جنگ جمل اور جنگ صفین برپا کرنے والے منافقین کو حق بجانب ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

لہذاء میری کوشش ہے کہ غیر جانبدار اللہ کا خوف رکھنے والے سیرت نویس و تاریخ داں اسکالرس کی تحریروں اور کتابوں سے حقیقت پر مبنی واقعات کو اس طرح پیش کردوں کہ کم از کم ہمارا نوجوان اور تعلیم یافتہ طبقہ اہل بیت کے دشمنوں کی تحریر سے متاثر نہ ہو اور یہ بھی پتہ لگا سکے کہ وہ رائیٹر کہاں تک حقیقت بیان کر رہا ہے اور کہاں سے انحراف و دشمنی کا راستہ اختیار کر رہا ہے۔

سلسلہ وار خبروں اور واضح احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام مدینہ میں برپا فتنہ (جو خلیفہ عثمان ابن عفان کے قتل پر ختم ہوا) کے موقع پر گوشہ گیری اختیار کئے ہوئے تھے۔ حضرت علی ع اپنے بیت الشرف کو چھوڑ کر مدینہ کے باہر زندگی بسر کر رہے تھے تا کہ لوگوں کو یہ گمان نہ ہو کہ علی ع خلافت کی رغبت رکھتے

ہیں (تاریخ طبری جلد۵ صفحہ۱۵۴) ۔

تیسرے خلیفہ کے قتل کے بعد اصحاب رسول اللہ ﷺ حضرت علی ع کی جستجو میں نکلے گھر والوں سے پتہ دریافت کیا اور مولا علی ع کی خدمت میں پہنچے ۔ درخواست کی کہ خلافت کو قبول کرلیں ۔ مسلمانوں نے خوف ظاہر کیا کہ مزید تباہی دین کے لئے نقصان دہ ہوسکتی ہے لیکن حضرت علی ع نے خلافت قبول کرنے سے انکار کردیا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اکثر قبیلوں کے سردار آپ ع کی مخالفت کریں گے اور حضرت ع کی دشمنی میں وہ ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں گے ۔

امام علیہ السلام جانتے تھے کہ تیسری خلافت میں جو انحرافات پیش آئے ہیں وہ لوگوں کی عقل اور فکر کو آلودہ کرچکے ہیں اور اکثر مسلمان رسول اللہ ﷺ کی بتلائی راہ پر چلنے کہ لئے آمادہ نہیں ہیں ۔ قبیلوں کے سردار خصوصا بنی امیہ کی حکومت اور خاندان کے افراد اپنی نفسانی خواہشات کو حاصل کرنے کے لئے امام علیہ السلام کے مقابل کھڑے ہو جائیں گے ۔ مسلمانوں نے تیسری خلافت میں ہوا پرستی پر مبنی دنیا پرستی اور دولت جمع کرنا جیسی بری عادتیں سیکھ لی ہیں اور اسے وہ آسانی سے نہیں چھوڑیں گے ۔ ان افراد کے ساتھ کچھ اور نئے دنیا پرست افراد بھی مل جائیں گے اور نئی حکومت کے لئے مشکلات ایجاد کریں گے ۔ جن لوگوں نے تیسری خلافت میں نفسانی خواہشات پر عمل کرنے کی عادت ڈال لی ہے وہ حضرت علی ع کے عدل کو برداشت نہیں کرسکیں گے (نبرد جمل شیخ مفید صفحہ۴۵ ۔ طرحہای رسالت جلد۳ صفحہ ۹) ۔

حضرت علی ع کا انکار خلافت کے لئے مسلمانوں کو قابل قبول نہ ہوا ۔ مسلمانوں نے اصرار

کیا۔ اصحاب رسول اللہ ﷺ نے قسمیں کھا کھا کر عرض کیا کہ آپ کے علاوہ کوئی اور مسلمانوں کی رہبری کے لئے شائستہ و مناسب نہیں ہے اور ہم آپ کے علاوہ کسی اور کو خلافت کے لئے موزوں نہیں پا رہے ہیں۔ لہذا آپ پر واجب ہے کہ اس تعلق سے انکار کرنے سے اللہ کا خوف کریں اور اس ذمہ داری کو قبول کریں۔

امیر المومنین ع نے اس موقع پر مشورہ دیا کہ ان دونوں میں سے (طلحہ بن عبید اللہ و زبیر ابن عوام بن خویلد جنھوں نے بعد میں حضرت علی ع کی بیعت کر کے توڑ دی اور جنگ جمل کا فتنہ برپا کیا) کسی ایک کے ہاتھ پر مسلمان بیعت کر لیں اور ایثار کرتے ہوئے فرمایا کہ جب تک وہ دین کی اصلاح اور اسلام کے تعلق سے صحیح راستہ اختیار کرتے رہیں گے میں ان کا مددگار رہوں گا۔ مگر مسلمانوں نے حضرت علی ع کے علاوہ کسی اور کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔

جب اس بات کی اطلاع طلحہ و زبیر کو ہوئی تو وہ دونوں حضرت علی ع کی بیعت کی رغبت ظاہر کرتے ہوئے حضرت ع کی خدمت میں پہنچے اور مکمل رضامندی کے ساتھ حضرت ع کو خود پر خلافت کے معاملے میں مقدم قرار دیا۔ اس پر بھی حضرت علی ع نے قبول نہ کیا۔ ان دونوں نے حضرت علی ع کی بیعت کرنے پر اصرار کیا اور وہاں موجود دوسرے افراد نے بھی مزید اصرار کیا اور عرض کیا کہ اگر حضرت علی ع خلافت کو قبول نہ کریں اور قوم کی رہبری کی ذمہ داری نہ لیں تو دین میں ایسا شگاف پڑھ جائیگا کہ اسکی اصلاح ناممکن ہو جائے گی۔ اس موقع پر حضرت علی ع نے اپنی شرائط پیش کیں (نبرد جمل شیخ مفید صفحہ ۴۷۔ شرح نہج البلاغہ محمد عبدہ جامع ازہر جلد ا صفحہ ۱۸۱ و ۱۸۲)۔

ابو مخنف لوط بن یحیا ازدی اپنی کتاب جنگ جمل میں سیف بن عمر سے وہ عبداللہ بن سوادہ سے وہ طلحہ ابن الاعلم سے اور وہ تیسرے خلیفہ کے دو بیٹوں سے نقل کرتا ہے کہ تیسرے خلیفہ کے قتل کے بعد ۵ دن تک عافقی بن حرب امیر مدینہ کے عنوان سے حاکم رہا اور مدینہ کے مسلمان اس تلاش میں تھے کے کوئی خلافت کو قبول کر لے اور انھیں کوئی مل نہیں رہا تھا۔(تاریخ طبری جلد۵ صفحہ۱۰۳ ،۱۵۵ و ۱۵۶۔تاریخ بلعمی صفحہ۱۴۴ و ۱۴۵)

مصر سے آئے ہوئے مسلمان حضرت علی ع کی تلاش میں گھوم رہے تھے اور حضرت ع مدینہ کے باہر نخلستانوں میں گوشہ نشینی اختیار کے ہوئے تھے۔جب مصری مسلمانوں نے حضرت علی ع سے ملاقات کی اور خلافت قبول کرنے کی درخواست کی تب بھی حضرت علی ع نے قبول نہ فرمایا۔ ابومخنف نے لکھا ہے کہ عبدالحمید ابن عبدالرحمن بیان کرتا ہے کہ ابن اشری نے کہا چاہتے ہو کہ جو میں نے آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا ہے اسے تمہارے لئے بیان کروں؟۔لوسنو :

بیت المال کے قریب لوگوں کے مجمع میں علی علیہ السلام نے طلحہ نے فرمایا کہ تم ہاتھ بڑھاؤ میں چاہتا ہوں تمہارے ہاتھ پر بیعت کروں۔ طلحہ نے کہا: آپ خلافت کے لئے مجھ سے زیادہ مناسب ہیں۔جس تعداد میں لوگ آپ کو خلافت کے لئے چاہتے ہیں اتنی تعداد میرے لئے نہیں ہے۔مولا علی ع نے فرمایا کہ مجھے تمہاری طرف سے خدشہ (ڈر ہے کہ فتنہ برپا کرو گے) ہے۔ طلحہ نے جواب دیا کہ میری جانب سے نہ گھبرائے میری طرف سے آپ کو کسی قسم کا ضرر نہ پہونچے گا (نبرد جمل صفحہ۱۷۔تاریخ طبری جلد ۵ صفحہ ۱۵۶۔تاریخ بلعمی صفحہ۱۴۵)۔

اس گفتگو کے فوری بعد عمار یاسرؓ ابوالھیثم بن التیھان ؓ رفاعہ بن ابی رافعؓ مالک بن عجلان اورابو ایوب خالد بن زید اٹھے اور کہنے لگے یا علی ع آپ دیکھ رہے ہیں کہ تباہی مچی ہوئی ہے اور آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ خلیفہ عثمان نے کیا کیا۔ قرآن وسنت کی مخالفت کی وجہہ سے کیا بلا ان کے سر آئی۔ اب آپ ہاتھ بڑھائے تا کہ ہم سب آپ کی بیعت کریں اور اس تباہی سے نجات ملے اور اصلاح ہو سکے۔ حضرت علی ع نے قبول نہ کیا اور فرمایا کہ تم لوگوں نے دیکھا میرے ساتھ کیا عمل اختیار کیا گیا تھا۔ ان لوگوں کے طرز فکر سے بھی تم سب واقف ہو مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔

یہ افراد انصار سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ اے گروہ انصار تم اللہ ورسول اللہ ﷺ کے مددگار رہے ہو اور اللہ تعالیٰ تم کو عزت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ تم حضرت علی ع کی فضیلت اور اسلام کے لئے انکی خدمات اور رسول اللہ ﷺ کی نسبت سے ان کے مقام و منزلت سے خوب واقف ہو۔ اگر وہ خلافت قبول کرلیں تو تمہارے لئے بھی خیر کا باعث ہوگا۔

انصار کے گروہ نے جواب دیا کہ ہم سب سے زیادہ ان کی بیعت سے خوش ہوں گے اور کسی کو بھی ان کی جگہ قبول نہ کریں گے۔ اس کے بعد سب حضرت علی ع کے در پر حاضر ہوئے اور اس قدر اصرار کیا کہ مولا علی ع نے خلافت کے لئے اپنی شرطیں پیش فرما دیں (نبرد جمل شیخ مفید صفحہ ۷۲)۔

ابو مخنف نے نقل کیا ہے کہ ابوالھیثم بن التیھان نے انصار سے کہا: تم میرے خلوص اور میری نیک طرز فکر سے واقف ہو اور میرے مقام ومنزلت سے جو بارگاہ رسول

اکرم ﷺ میں رکھتا تھا اس سے بھی خوب واقف ہو کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے اپنی دوستی کے لئے انتخاب فرمایا تھا۔ میری خواہش یہ ہے کہ اب حکومت کو اس کے حوالے کردو جو اسلام لانے میں تم سے زیادہ سابقہ رکھتا ہو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ قریب ہو اور اس کام کے لئے سب سے زیادہ مناسب ہو۔ شاید اللہ تعالی اس کے وسیلہ سے تم میں الفت کو زیادہ کردے اور تمہارے خون کی بھی حفاظت ہو سکے۔ انصار کے گروہ نے مل کر جواب دیا کہ آپ کی گفتگو کو ہم نے سنا اور آپ کے حکم کو مانتے ہیں۔

سیف نے اپنے مورد اعتماد افراد سے روایت کی ہے کہ مسلمان حضرت علی ع خدمت میں جمع ہوئے اور خلافت قبول کرنے کی درخواست کی۔ فرمایا: مجھے چھوڑ دو کسی اور کو تلاش کرلو۔ مسلمانوں نے اصرار کیا کہ ہم آپ کو اللہ تعالی کے حق کی قسم دیکر یہ عرض کرتے ہیں کہ کیا آپ اس قوم کی تباہی و بربادی سے واقف نہیں ہیں؟ کیا آپ کو اللہ کی طرف سے اسکا خوف نہیں ہے کہ آپ امت کو بربادی سے بچائیں؟۔ امام علی ع نے یہ سن کر فرمایا کہ اب تم مجھے مجبور کررہے ہو تو سنو میری کچھ شرائط خلافت قبول کرنے کے لئے ہیں (اس کے بعد امام ع نے اپنی شرطیں بیان فرمائیں)۔

تیسرے خلیفہ کے قتل کے بعد مہاجر وانصار اور وہ گروہ جس نے خلیفہ کے خلاف قیام کیا تھا وہ سب مولا علی ع کے گھر پر ہجوم کئے اور گھر کو گھیر لیا۔ ان میں طلحہ و زبیر بھی تھے (تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ ۳۰۶۸ پرنٹ یورپ)۔

ان مسلمانوں کا کہنا تھا کہ یا ابوالحسن ع خلیفہ عثمان قتل کے گئے۔ ہم کو رہبر و سرپرست اور خلیفہ و امام کی ضرورت ہے۔ آج اس کام کے لئے کوئی آپ سے زیادہ

مناسب نہیں ہے۔آپ اسلام میں اول ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے سب سے قریب ہیں۔

امام ع نے فرمایا: مجھے نہ تمہاری ضرورت ہے اور نہ تم پر حکومت کی خواہش ہے کسی اور کو منتخب کرلو میں بھی تمہارے انتخاب پر راضی رہونگا۔سب نے جواب دیا کہ ہم آپ کے علاوہ کسی اور کو نہیں چاہتے ۔لوگ اصرار کرتے رہے مگر امام ع نے قبول نہ کیا۔ بالآخر سب افراد وہاں سے ناکام لوٹے۔

مدینہ میں موجود فوج کے سرداروں اور حکومت کے سر پرست افراد نے مل کر میٹنگ کی اور ملک کی صورت حال پر گفتگو کی۔آیندہ قریب میں جو مصیبتیں مسلمانوں پر آنے والی تھیں ان کا ذکر کیا اور اس جلسہ میں یہ طے کیا گیا کہ مدینہ کی اہم شخصیتوں سے کہا جائے کہ وہ ہمیشہ خلیفہ کے انتخاب میں پیش پیش تھے لہذا اس وقت بھی اس کام کے لئے آگے بڑھیں۔

جلسہ کے بعد مدینہ کے افراد کو بلا کر ان سے کہا گیا کہ تم کو دو دن کا وقت دیا جاتا ہے اس مدت میں خلیفہ کا انتخاب کرلو ورنہ ہم مولا علی ع طلحہ اور زبیر کو قتل کردیں گے اور ان کے ساتھ یقینا اور بہت سے مسلمان بھی مارے جایں گے۔ فوج کے سرداروں کی یہ دھمکی سن کر مدینہ کے افراد دوسری مرتبہ مولا علی ع کے گھر کا محاصرہ کئے اور سب ایک صدا ہو کر کہتے تھے بیعت بیعت۔ امیرالمومنین ع بیعت کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں ہے۔کیا آپ حالات کو نہیں دیکھ رہے ہیں؟ کیا آپ لوگوں کی داخلی اور بیرونی مشکل ومصیبت کو نہیں دیکھ رہے ہیں؟

امام ع نے فرمایا: لوگو ! میرا پیچھا چھوڑو کسی اور کا انتخاب کرلو کیونکہ پر اضطراب زمانہ آنے والا ہے۔ اس زمانے میں منافقین کی شرارتیں اور شیطانی وسوسے اور زیادہ ہونے والے ہیں جس کی وجہ سے مسلمانوں کے ارادہ ٹوٹ جائیں گے اور عقلیں فیصلہ نہ کر پائیں گیں (شرح نہج البلاغہ محمد عبدہ جلد ا صفحہ ۱۸۱ و ۱۸۲۔ طرحھای رسالت جلد ۳ صفحہ ۱۱)۔

یہ جواب سن کر بھی جب مسلمانوں نے مزید اصرار کیا تو حضرت علی ع نے فرمایا: کالے بادل آسمان پر چھائے ہوئے ہیں صحیح و روشن راستہ بدل دیا گیا ہے۔ جان لو کہ اگر میں تمہاری اس درخواست کو قبول کرلوں تو تمہیں اس راستے پر لے جاؤں گا جسے میں جانتا ہوں۔ اس تعلق سے کسی کا کوئی کہنا نہ مانوں گا اور نہ نفرت کرنے والوں کی نفرت کو اہمیت دونگا۔ اگر مجھے چھوڑ دو اور کسی اور کو اختیار کرلو تو میں بھی تمہاری طرح اس کی اطاعت کروں گا بلکہ تم سے بہتر اس کی اطاعت کروں گا۔ میں تمہارا امیر بنے کے بجائے وزیر بن کر رہوں تو بہتر ہے (شرح نہج البلاغہ محمد عبدہ جلد ا صفحہ ۱۸۲)۔

حضرت علی ع نے اس موقع پر اپنی حکومت کا نقشہ پیش کردیا۔ امام ع نے فرمایا میں تیسری خلافت و حکومت کے فساد کی اصلاح کروں گا۔ جب گفتگو اس مقام پر پہنچی تو لوگوں کو امید نظر آنے لگی اور لوگ ایک ساتھ کہنے لگے کہ ہم آپ سے جدا نہ ہوں گے جب تک آپ کے ہاتھ پر بیعت نہ کرلیں۔ ہر طرف سے لوگ امام ع کی طرف بڑھنے لگے۔ امام حسن ع و امام حسین ع لوگوں کو مولا علی ع سے دور رکھنے کی کوشش کرنے لگے۔ اس تعلق سے حضرت علی ع نے فرمایا : "حسن ع و حسین ع لوگوں کے درمیان کچلے جانے لگے

اور میرے شانے لوگوں کے ہجوم سے دب گئے''۔اس کے باوجود امام ع نے بیعت قبول نہ کی اور فرمایا کہ جاؤ کل صبح تک کا وقت دیتا ہوں میرے شرائط کے تعلق سے غور کرلو۔ اگر میرے شرائط قبول کرنے راضی ہو اور گذشتہ خلفاء کی باتیں میرے سامنے نہ دھرانا اور نہ ان کا حوالہ دینا کیونکہ میں کسی کی تقلید و پیروی کرنے والا نہیں ہوں۔ مجھ پر اعتراض بھی نہ کرنا۔ میں اپنی مرضی سے حکومت چلاوں گا۔ اگر یہ شرائط منظور ہیں تو کل صبح مسجد میں بیعت کے لئے جمع ہو جاؤ۔ اگر قبول نہیں ہیں تو جہاں جی چاہے چلے جاؤ اور جسے چاہو منتخب کرلو۔

مدینہ کے لوگ گھروں کو لوٹ گئے مگر ساری رات بے چینی و پریشانی میں گزاری کہ کل صبح کیا ہوگا۔

دوسرے دن صبح لوگ مسجد میں جمع ہوئے۔ امام علی علیہ السلام تشریف لائے اور سیدھا منبر رسول پر تشریف لے گئے اور آخری زینہ پر بیٹھ گئے جس پر رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوتے تھے۔ خطبہ ارشاد فرمایا۔ اللہ کی حمد و ثناء اور رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام کے بعد فرمایا: کل ہم اس حال میں ایک دوسرے سے جدا ہوئے تھے کہ میں تم پر حکومت کرنے سے کراہیت رکھتا تھا اور تم اصرار کر رہے تھے کہ میرے علاوہ کسی اور کو حکومت کے لئے پسند نہیں کرتے ہو (تاریخ طبری جلد ٦ صفحہ ٣٠٦٧)۔ اب میں اس شرط پر حکومت کی سرپرستی قبول کرتا ہوں کہ تمہارے مال و دولت پر میرا اختیار ہو۔ میں اس اختیار سے تمہارے مال و دولت کو اپنے فائدے کے لئے استعمال کرنا نہیں چاہتا۔ اگر یہ شرط منظور ہو تو بیعت کرو ورنہ میں حکومت قبول نہیں کروں گا۔ (امام ع کا مقصد یہ تھا

کہ تیسری خلافت میں جو مال و دولت بغیر کسی وجہ و علت کے مسلمانوں کو دیا گیا ہے وہ بیت المال کو لوٹا دیا جائے)۔لوگوں نے بلند آواز سے کہا ہم بیعت کے لئے تیار ہیں اور اللہ کو اس پر گواہ قرار دیتے ہیں۔اس کے بعد بیعت کے لئے جوش و ولولہ کے ساتھ ہجوم کر کے آگے بڑھے۔لوگ اس طرح بیعت کے لئے لپکے جیسے پیاسے اونٹ پانی پینے کے لئے ہجوم کرتے ہیں۔مسجد میں لوگوں نے ہجوم کیا اور منبر کی طرف بڑھے۔ان سب کے آگے طلحہ و زبیر تھے۔

جب طلحہ و زبیر بیعت کے لئے آگے بڑھے تو حضرت علی ع نے فرمایا کہ اگر چاہتے ہو تو بیعت کرو ورنہ میں تمہاری بیعت کے لئے تیار ہوں۔ان دونوں نے کہا کہ ہم آپ کی بیعت کرنا چاہتے ہیں۔اس کے بعد ان دونوں نے حضرت ع کی بیعت کی (تاریخ طبری جلد۶ صفحہ ۳۰۶۹)۔

ان کے بعد وہ گروہ جو بصرہ و مصر اور کوفہ سے آیا تھا انھوں نے بیعت کی۔ان کے بعد مدینہ والوں نے بیعت کی۔اس طرح کی بیعت کسی بھی خلیفہ کی نہیں ہوئی۔لوگ بہت خوش تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے وصی اور بھائی کے ہاتھ پر بیعت کئے ہیں۔ساری امت خوش تھی حتی کہ بچے بھی ماں باپ کی خوشی دیکھ کر خوش تھے۔بیمار لوگ بھی بیعت کے لئے آے۔صرف وہ افراد جو حرکت نہیں کر سکتے تھے وہ نہ آسکے۔

طلحہ و زبیر کا بیعت کرنا:

ابو اسحاق ابراہیم بن محمد ثقفی (تیسری صدی کے علماء سے ہیں) نے عثمان بن ابی شیبہ سے , عثمان نے ادریس سے اور ادریس نے محمد بن عجلان سے , محمد نے زید بن اسلم سے روایت

نقل کی ہے کہ طلحہ وزبیر مولا علی ع سے مدینہ کے باہر کھجور کے باغ میں جا کر ملے اور عرض کیا کہ یا علی ع ہاتھ بڑھائے تا کہ ہم آپ کے ہاتھ پر خلیفہ کے عنوان سے بیعت کریں۔لوگ آپ کے علاوہ کسی اور پر راضی نہیں ہورہے ہیں۔

مولا علی ع نے فرمایا: مجھے خلافت کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تم دونوں کا امیر بننے سے بہتر یہ ہے کہ میں تمہارا وزیر بن کر رہوں۔تم دونوں میں سے ایک ہاتھ بڑھاؤ تا کہ میں بیعت کروں۔

ان دونوں نے کہا: لوگ آپ کے علاوہ کسی اور کو خلیفہ بنانے راضی نہیں ہیں۔کسی اور کی طرف رغبت بھی نہیں رکھتے ہیں لہذاء آپ ہاتھ بڑھائے تا کہ بیعت کریں اور اس تعلق سے اولین افراد قرار پائیں۔

حضرت علی ع نے فرمایا: میرے ساتھ مخفی طور پر بیعت نہ ہوگی۔ مجھے کچھ وقت دو تا کہ مسجد جا کر یہ کام انجام دوں۔ان دونوں نے کہا کہ ہم یہاں پر بیعت کرتے ہیں اور مسجد میں بھی بیعت کریں گے۔اس طرح وہ دونوں پہلے افراد ہیں جنھوں نے حضرت علی ع کی بیعت کی اور جب مسجد میں لوگ بیعت کے لئے جمع ہوئے تو طلحہ پہلے شخص تھے جنھوں نے بیعت کی۔وہ منبر پر چڑھے اور اپنے داہنے ہاتھ سے جو شل ہو گیا تھا حضرت علی ع کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کی۔قبیلہ بنی اسد کے ایک شخص نے جسکا نام حبیب بن ذوءیب تھا اس نے اس بیعت کو دیکھا اور کہا پہلا ہاتھ جو بیعت کے لئے آیا ہے وہ شل ہے(اس نے کہا انا للله وانا الیہ راجعون)۔اس بیعت کا انجام ٹھیک نہ ہوگا۔اس کے بعد زبیر نے بیعت کی اور ان دونوں کے بعد دوسروں نے بیعت کی (نبرد جمل شیخ مفید صفحہ ۷۳)۔

اہل سنت کی بعض سیرت و تاریخ کی کتابوں میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ حضرت علی ع نے لوگوں کو اپنی بیعت کے لئے مجبور کیا۔تیسرے خلیفہ کے طرفداروں نے واقدی کے حوالہ سے اس قسم کی روایتیں لکھی ہیں جبکہ واقدی نے اپنی کتاب جنگ جمل میں اس تعلق سے لکھا ہے کہ عبداللہ بن جعفر کے حوالے سے عثمان بن محمد نے میرے لئے بیان کیا کہ جب تیسرے خلیفہ کا قتل ہوا تو لوگ مولا علی ع کے پاس آے تا کہ بعنوان خلیفہ بیعت کریں۔ حضرت علی ع نے قبول نہ کیا۔

لوگوں نے اصرار کیا کہ ہم اس شرط پر بیعت کرتے ہیں کہ آپ کے کسی حکم کی مخالفت نہیں کریں گے۔اس پر بھی حضرت ع نے قبول نہ کیا۔

اسماعیل بن محمد نے محمد ابن سعد ابن وقاص کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ جب مدینہ کے لوگ حضرت علی ع کی بیعت کرر ہے تھے, اس وقت حضرت ع نے ایک شخص کو میرے والد سعد ابن وقاص کے پاس بھجوایا کہ وہ آ کر بیعت کرے۔میرے والد نے جواب دیا کہ جب سب بیعت کرلیں سوائے میرے تو میں بیعت کروں گا۔حضرت علی نے فرمایا کہ سعد کو اس کی مرضی پر چھوڑ دو۔اس طرح حضرت علی ع نے ایک شخص کو اسامہ بن زید کے پاس بھجوایا کہ وہ بیعت کرے۔اسامہ نے جواب دیا کہ میں آپ کا اطاعت گذار ہوں مگر اس بات سے معاف رکھئے کہ میں تلوار لے کر آپ کے ساتھ آؤں اور آپ کے لشکر میں رہوں۔ حضرت علی ع نے اسامہ سے فرمایا کہ میں کسی کو بھی بیعت کرنے پر مجبور نہیں کر رہا ہوں۔ تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت علی ع نے کسی کو بیعت پر مجبور نہیں کیا, جس کسی نے بیعت کی اپنی مرضی سے کی۔

بیعت کے بعد قوم کے نامور افراد نے مسجد میں ایک کے بعد ایک کھڑے ہو کر مبارک باد کے عنوان سے اپنے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔

۱۔ **ثابت ابن قیس**: (انصار مدینہ کے خطیب اٹھے اور عرض کیا) : اے امیر المومنین ع اللہ گواہ ہے, اگر دوسروں نے حکومت وخلافت میں آپ پر سبقت حاصل کی تو کیا ہوا, کوئی بھی دین میں آپ پر سبقت حاصل نہ کر سکا۔ اگر انھوں نے کل حکومت حاصل کی تھی تو آج آپ بھی حکومت پر قبضہ رکھتے ہیں۔ جس طرح وہ حاکم تھے آپ بھی حاکم ہیں مگر آپ کا مقام بلند اور آپ کی فضیلت روشن ہے۔ وہ افراد آپ کی مدد کے محتاج تھے مگر آپ کو کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے (تاریخ یعقوبی جلد۲ صفحہ ۱۷۹)۔

۲۔ **خزیمہ ع بن ثابت ذوالشھادتین** نے عرض کیا: اے امیر المومنین ع ہم اپنی دنیا و آخرت کی ضروریات کے لئے آپ کے علاوہ کسی اور کو نہیں جانتے لہذا ء آپ چاہیں یا نہ چاہیں ہم آپ ہی سے رجوع کریں گے۔ اگر ہم اپنا باطنی عقیدہ آپ کے تعلق سے ظاہر کریں تو کہنا پڑے گا کہ آپ ایمان میں سب سے آگے, اللہ کے تعلق سے سب سے زیادہ معرفت رکھنے والے اور رسول اللہ ﷺ کے مقام کی نسبت سے لایق ترین فرد ہیں۔ وہ افراد جو فضیلت و کمال رکھتے تھے وہ سب فضیلتیں اور کمالات آپ میں موجود ہیں مگر جو فضیلتیں اور کمالات آپ رکھتے ہیں وہ ان میں کوئی نہیں رکھتا تھا (تاریخ یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۱۷۹)۔

اس کے بعد انھوں نے کچھ منقبت کے اشعار پڑھے جس کا ترجمہ یہ ہے:

ہم نے علی ع کی بیعت کر لی ہے اب مصیبتوں وفتنوں کا ڈر نہیں رہا۔ ابو الحسن ع ہمارے لئے کافی ہیں۔ ہم نے انھیں ہم پر حکمرانی کے لئے سب سے بہتر حاکم پایا۔

وہ سب سے زیادہ کتاب وسنت سے واقف قریش ہے ۔اگروہ دبلے اونٹوں پر سوار ہو کر بھی اسے دوڑائے تو قریش اسکی گرد کو بھی نہ پہنچ سکیں ۔جو صفات وخصوصیات تمام نیک افراد رکھتے ہیں وہ تنہا ان تمام صفات کا حامل ہے فرق یہ ہے کہ دیگر تمام افراد اپنے تمام فضائل کو جمع کریں تب بھی اس کے فضائل کی برابری نہیں کر سکتے (مستدرک حاکم جلد۳ صفحہ۱۱۵و۱۱۶)۔

۳۔صعصعہ ابن صوحان (مدینہ کی اہم شخصیتوں میں شمار ہوتا تھا اور امام ع کے صحابی تھے) اٹھے اور عرض کیا یا امیر المومنین ع مقام خلافت نے آپ کے ذریعہ زینت حاصل کی مگر آپ کی شخصیت اس قدر بلند مرتبہ ہے کہ خلافت سے آپ کی زینت میں کچھ اضافہ نہ ہوا۔آپ نے خلافت کو بلندی عطا کی مگر خلافت آپ کو کوئی بلندی دے نہ سکی۔خلافت آپکی نیازمند ہے آپ خلافت کے نیازمند نہیں ہیں (تاریخ یعقوبی جلد۲ صفحہ۱۷۹)۔

۴۔مالک اشتر (امیر الموءمنین ع کے لشکر کے سپہ سالار) اٹھے اور مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا: اے لوگو! یہ شخصیت سردار اوصیاء و وارث علم انبیاء اور تمام افراد میں سب سے زیادہ تجربہ وظرفیت رکھنے والی ذات گرامی ہے۔ یہ وہ ہے جس کے ایمان کی گواہی قرآن نے اور اہل بہشت ہونے کی گواہی رسول اللہ ﷺ نے دی ہے۔ یہ وہ شخصیت ہے کہ تمام فضائل کمال کی منزل میں ان کی ذات میں جمع ہو گئے ہیں۔کوئی بھی شخص نہ گذشتہ لوگوں میں اور نہ بعد میں آنے والوں میں انکے فضائل وعلم میں مقدم ہونے میں نہ انکار کیا ہے اور نہ کر سکے گا (تاریخ یعقوبی جلد۲ صفحہ۱۷۹)۔

۵۔عقبہ ابن عمرو (مدینہ کے نامور افراد میں سے ہے) اٹھے اور کہنے لگے کہ کوئی شخصیت

علی ع کی طرح فخر ومباہات حاصل نہ کرسکی جس طرح علی ع کو روزعقبہ فخر ومباہات عطا ہوئے۔کون ہے دنیا میں علی ع کے سواء جس نے رسول اللہ ﷺ سے ویسا وعدہ کیا ہو جیسا علی ع نے کیا۔کون ہے علی ع کے علاوہ جو لوگوں کی رہنمائی ورہبری کے لئے علی ع کی طرح بہترین امام ورہبر ہو۔کوئی بھی علی ع کی ذات سے ظلم وستم کا عمل سوچ بھی نہیں سکتا اور نہ ان سے جفا کا خوف رکھ سکتا ہے۔وہ ایسا عالم ہے کہ کسی جز کے تعلق سے بھی جہل و نادانی کا تصور بھی نہیں ہوسکتا (تاریخ یعقوبی جلد۲ صفحہ ۱۷۹)۔

یہ بیعت کا منظر ایک نمایش تھی لوگوں کے اشتیاق ورغبت کی جسے وہ لوگ حضرت علی ع کی ان پر حکومت کے تعلق سے ظاہر کر رہے تھے۔یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے تھے کہ وہ حضرت علی ع کو دوسرے تمام افراد پر مقدم جانتے ہیں اور انھیں کسی اور کی خواہش نہیں ہے۔وہ اپنے لئے اس کام کے علاوہ اور کوئی پناہ گاہ یا راہ نجات نہیں ڈھونڈ رہے ہیں۔ حضرت علی ع بھی لوگوں کو یہ سمجھانا چاہتے تھے کہ گذشتہ خلافتوں کی طرح ایک شخص نے ایک شخص کا انتخاب نہیں کیا ہے (خلیفہ اول نے خلیفہ دوم کا اور عبدالرحمن ابن عوف نے خلیفہ سوم کا) بلکہ سارا مدینہ اور مصر و بصرہ و کوفہ کے جو گروہ مدینہ میں موجود تھے وہ بھی مولا علی ع کو خلیفہ بنانے کے لئے ۳ دن تک لگاتار کوشش کرتے رہے ہیں۔ کل تک کے خلفاء اور حضرت علی ع میں صرف نام کا فرق نہیں ہے بلکہ طریقہ کے لحاظ سے, رفتار کے لحاظ سے اور مقصد (جو منصوبہ پیش فرمایا) کے لحاظ سے زمین وآسمان کا فرق ہے۔ حضرت علی ع چاہتے تھے کہ مسلمانوں کو واقف کرائیں کہ گذشتہ انحراف وگمراہی کے

علاج و اصلاح کی ضرورت ہے۔حضرت علی ع مسلمانوں کو سمجھانا چاہتے تھے کہ ایک امام, ایک خلیفہ اور ایک حقیقی رہبر جو اسلام کے تمام اصولوں پر پورا اترتا ہے جو این مکتب بھی ہے وہ چاہتا ہے بالکل ابتداء سے معاشرہ کی اصلاح شروع کرے تا کہ انحراف وگمراہی ختم ہو کر ایسا معاشرہ تشکیل پائے جیسا رسول اللہ ﷺ چھوڑ گئے تھے اور اس کام کے لئے مسلمان حضرت علی ع کی اطاعت کریں اور اسی عنوان سے اس خلیفہ کو قبول کریں۔
جناب ابو بکر کی بیعت کا انحصار ان کے چند ساتھیوں کی بیعت پر تھا۔سب سے پہلے صرف بشیر بن سعد نے بیعت کی اور اس کے بعد دوسرے لوگوں نے بیعت کی (تاریخ طبری ترجمہ فارسی ابوالقاسم پایندہ صفحہ ۱۳۴۷۔السقیفہ وفدک ڈاکٹر محمد ہادی امینی صفحہ ۴۹۔ ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ جلد ۲ صفحہ ۳۹)۔
بعض روایتوں میں نقل ہے کہ خلیفہ اول کی بیعت ابتداء میں صرف بشیر اور جناب عمر نے کی۔جبکہ بعض روایتوں میں ہے کہ بشیر بن سعد, عمر ابن خطاب, ابوعبیدہ جرح اور سالم (غلام خذیفہ یمانی) کے توسط سے انجام پائی۔بعض روایتوں سے خلافت کے لئے ۵ افراد کی بیعت ضروری ہے اور وہ خلیفہ اول کی بیعت میں ایک اور انصار اسید بن حضیر کا نام پیش کرتے ہیں (راوی عبد السلام بن محمد جبائی وفات ۳۲۱ ہجری ۔ فرقہ معتزلہ)۔
متکلمین کا عقیدہ ہے کہ ایک شخص کی بیعت کافی ہے چنانچہ وہ جناب عمر ابن خطاب کی خلافت کو دلیل کے عنوان سے پیش کرتے ہیں (عبد الرحیم معتزلی معروف بہ خیاط و ابن الخیاط۔وفات ۳۰۰ ہجری)۔
خیاط ابن بلخی و ابن مجالد کا بیان ہے کہ دوسری خلافت کی بیعت صرف جناب ابو بکر کی

بیعت سے انجام پائی۔ جناب ابوبکر نے اپنی طرف سے جناب عمر کو خلیفہ قرار دیا اور ان کے بیعت کی۔ تیسری خلافت کے تعلق سے بھی ان کا عقیدہ یہی ہے کہ جناب عثمان ابن عفان کی خلافت صرف عبدالرحمن ابن عوف کی بیعت سے قرار پائی۔ اس عقیدہ کے مخالفین کا عقیدہ یہ ہے کہ جناب عمر کے لئے صرف جناب ابوبکر کی بیعت اس لئے کافی تھی کہ وہ خلیفہ تھے اور تیسری خلافت میں عبدالرحمن کے علاوہ شورا کے ۴ افراد نے بھی بیعت کی۔ اس طرح ۵ کی بیعت سے جناب عثمان کی خلافت تشکیل پائی۔

حضرت علی ع کی بیعت میں تمام مہاجر, تمام انصار, اور وہ افراد جو بیعت رضوان میں شرکت کئے تھے (اور اس وقت مدینہ میں موجود تھے), ان کے علاوہ مصر و عراق کے وہ افراد جو تیسرے خلیفہ کے قتل کے وقت مدینہ میں موجود تھے, ان سب نے مل کر بیعت کی تھی۔ حضرت علی علیہ السلام کی بیعت ان تمام خلفاء کی بیعت سے بالکل جداگانہ تھی۔ حضرت علی علیہ السلام کی بیعت بعنوان خلیفہ جس میں امت کی تمام بزرگ شخصیتوں نے شرکت کی, مہاجر و انصار کے بزرگ بھی مکمل رضامندی کے ساتھ بیعت کئے اور آپ کی حکومت ان پہلی تینوں خلافتوں وحکومتوں کے مقابلے بہترین حکومت قرار پائی۔

عادل و منتخب خلیفہ کی اطاعت اور فرمان برداری سب پر ثابت و واضح ہے۔ اس خلافت سے منہ موڑنا, اسکی نافرمانی کرنا حرام قرار دیا گیا ہے۔ لہذا جس کسی نے اس خلافت وحکومت کے خلاف قدم اٹھایا یا اس خلیفہ کی مخالفت کی اور اس کے حکم سے انکار کیا وہ گناہ گار و فاسق ہوگا کیونکہ اللہ تعالی قرآن میں ان کی اطاعت کا حکم فرماتا ہے۔

(ترجمہ) اے وہ (لوگ) جو ایمان لائے اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اولی الامر کی جو تمہارے درمیان ہے (سورہ النساء آیت ۵۹)۔

خلیفہ و امام عادل سے جنگ کرنے والے کا فاسق و فاجر ہونا ایسا موضوع ہے جس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اور عقل و روایات سے ثابت ہے۔ امیر المومنین حضرت علی ع کی بیعت کے بعد کوئی ایسا عمل امام و خلیفہ مسلمین سے واقع نہ ہوا کہ کہا جائے کہ وہ عدل و انصاف کے دائیرے سے خروج کئے یا کسی بھی وجہہ سے دین میں خیانت کرنے کا الزام بھی لگایا نہیں جا سکتا اور نہ انھوں نے خلافت سے کنارہ گیری اختیار کی تھی لہذاء جو کوئی اس خلیفہ کی اطاعت سے سرکشی کرے وہ گمراہ ہے۔ اس خلیفہ سے جنگ کرنے والا ساتھیوں اور مسلمانوں کا خون بہانے والا قرآن کی رو سے قتل کیا جائے یا سولی پر لٹکایا جاے یا اس کے ہاتھ پیر مخالف سمت کے کاٹے جائیں یا اسے اس سرزمین سے نکال دیا جائے (سورہ المائدہ آیت ۳۳)۔ (ترجمہ) جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے لڑتے جھگڑتے ہیں (اور احکام کو نہیں مانتے) اور فساد پھیلانے ملکوں (ملکوں) دوڑے پھرتے ہیں ان کی سزا بس یہی ہے کہ (چن چن کر) یا تو مار ڈالے جائیں یا انھیں سولی دیدی جائے یا ان کے ہاتھ پیر ہیر پھیر کے (ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پیر) کاٹ ڈالے جائیں یا انھیں (اپنے وطن کی) سرزمین سے شہر بدر کر دیا جائے۔ یہ رسوائی تو ان کی دنیا میں ہوئی اور پھر آخرت میں تو ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں محمد ابن عبداللہ جو ابن عربی معافری اندلسی کے نام سے مشہور اور ۵۴۲ ہجری میں وفات پائی، کتاب احکام القرآن جلد۲ صفحہ ۲۲۴ پر لکھتے ہیں "بے شک علی